سوال

(1082) نمازِجنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نمازِجنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1... صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'لَا صَلَاةَ لِمَن لَم یَقرَأ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ' (صحیح البخاری، باب وُجُوبِ القِرَائَةِ لِلاِمَامِ وَالمَامُومِ فِی الصَّلٰوةِ کُلِّهَا... الخ، رقم:۷۵۶)، (صحیح مسلم:۳۹۴)

''جس نے نماز میں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔''

وجہِ استدلال یہ ہے کہ حدیث ہذا عموم کے اعتبار سے نمازِجنازہ کو بھی شامل ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے اس کا نام بھی نماز رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

'مَن صَلّٰی عَلَی الجَنَازَةِ' نیز فرمایا: 'صَلُّوا عَلٰی صَاحِبِکُم' اور دوسری روایت میں ہے:

'صَلُّوا عَلَی النَّجَاشِی' امام بخاری رحمہ اللہ اپنی 'صحیح' کے (ترجمۃ الباب) میں رقمطراز ہیں: 'سَمَّاہَا صَلَاةً لَیسَ فِیهَا رُکُوعٌ، وَلَا سُجُودٌ'

یعنی نمازِجنازہ میں رکوع اور سجود نہ ہونے کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا نام نماز رکھا ہے۔

2... صحیح بخاری میں طلحہ بن عبداللہ بن عوف کا بیان ہے:

'صَلَّیتُ خَلفَ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَلٰی جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ۔ قَالَ: لِتَعلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ' (صحیح البخاری، بَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الکِتَابِ عَلَی الجَنَازَةِ، رقم:۱۳۳۵)

''میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازِجنازہ پڑھی تو انھوں نے ''سورہ فاتحہ'' کی تلاوت کی۔ فرمایا، یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تمھیں اس کے سنت ہونے کا علم ہوجائے۔''

صحابہ کا کسی فعل کو 'من السنۃ' کہنا اکثر علماء کے نزدیک مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ "کتاب الام" میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت کے صحابہ رضی اللہ عنہم جب کسی فعل کو سنت کہتے ہیں، تو اس سے آپ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے۔

"فتح الباري" (۲۰۴/۳) میں ہے: 'وَقَدْ أَجْمَعُوا عَلٰی اَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ سُنَّۃٌ'

حدیث مسند ہے علمائے حنفیہ نے بھی متعدد فروع اسی اصل پر قائم کی ہیں مثلاً: ہدایہ میں ہے "اور جب میت کی چارپائی اٹھائیں تو اس کے چارپائے پکڑ کر اٹھائیں۔ اس کے ساتھ سنت وارد ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سنت طریقہ یہ ہے کہ چارپائی کو دو شخص اٹھائیں۔ اگلا شخص اپنی گردن پر رکھے اور پچھلا اپنے سینہ پر۔ شارح ہدایہ ابن الہمام رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ پر ردّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: امام شافعی کا یہ قول سنت کے خلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

'مَنِ اتَّبَعَ الْجَنَازَۃَ فَلْیَأْخُذْ بِجَوَانِبِ السَّرِیرِ کُلِّھَا فَإِنَّہُ مِنَ السُّنَّۃِ' (سنن ابن ماجہ، بَابُ مَا جَاءَ فِي شُھُودِ الْجَنَائِزِ، رقم: ۱۴۷۸)

"جو شخص جنازے کے ساتھ جائے وہ باری باری اس کے سب جوانب سے پکڑ کر اٹھائے۔ بے شک یہ مسنون ہے۔" لہٰذا اس سنت پر عمل ضروری ہے۔

3...ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نمازِ جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے، کہ امام پہلے تکبیر کہے، پھر فاتحہ پڑھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اِسنادہ صحیح" اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (۲۰۴/۳) نیز صحیح بخاری کے (ترجمۃ الباب) میں حضرت حسن سے منقول ہے:

'یَقْرَأُ عَلَی الطِّفْلِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ' (صحیح البخاری، بَابُ قِرَاءَۃِ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ عَلَی الْجَنَازَۃِ)

بچے کی نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔

ابن المنذر نے حضرت عبداللہ بن مسعود، حسن بن علی، ابن زبیر اور مسور بن مخرمہ سے نمازِ جنازہ میں فاتحہ کی مشروعیت نقل کی ہے۔ نیز امام شافعی، امام احمد اور دیگر اہلِ علم نمازِ جنازہ میں فاتحہ اور ایک دیگر سورت کی قرأت کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں:

'سَأَلْتُ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ صَحَابِیًّا، فَقَالُوا: یَقْرَأُ' رواہ الاثرم حاشیہ موطأ امام محمد

یعنی "میں نے اس کے بارے میں اٹھارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا: "فاتحہ" پڑھی جائے۔"

دوسری طرف علمائے حنفیہ ہیں، جو نمازِ جنازہ میں قرأت کے قائل نہیں ہیں۔ چنانچہ امام محمد "الموطأ" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اثر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

'وَبِھٰذَا نَاخُذُ لَا قِرَائَۃَ عَلَی الْجَنَازَۃِ وَھُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِیفَۃَ' موطا امام مالک، (بَابُ: الصَّلَاۃِ عَلَی الْمَیِّتِ وَالدُّعَاءِ، رقم: ۳۱۱)

نیز صاحبِ "ہدایہ" صفت نمازِ جنازہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'وَالْبِدَایَۃُ بِالثَّنَاءِ، ثُمَّ بِالصَّلٰوۃِ لِاَنَّھَا سُنَّۃُ الدُّعَاءِ۔'

یعنی پہلے ثناء اور پھر درود شریف پڑھے۔ کیونکہ دعا کا یہ مسنون طریقہ ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا عبدالحی حاشیہ مؤطا پر لکھتے ہیں:

''ہوسکتا ہے کہ اس سے کراہت کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ متأخرین میں سے اکثر حنفیہ نے تصریح کی ہے ... اور لکھا ہے کہ اگر دعا کے طور پر ''سورۃ فاتحہ'' پڑھ لی جائے تو کچھ حرج نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام محمد کی مراد لزوم کی نفی ہو، اور وہ جواز قرأت کے قائل ہوں۔ چنانچہ ہمارے متأخرین علماء میں سے حسن شرنبلالی نے اس کو اختیار کیا ہے اور انھوں نے اپنے رسالہ ''النظم المستطاب'' میں اس کی خوب وضاحت کی ہے اور جو علماء کراہت کے قائل ہیں، ان کی تردید کی ہے، اور لکھا ہے:

'وَہٰذَا ہُوَالأَوْلٰی لِثُبُوتِ ذٰلِکَ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ۔'

''اور یہی بات اولیٰ ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔''

مولانا عبدالحی نے ''التعلیق المجد'' میں بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ قاضی ثناء اللہ حنفی مجددی بھی اپنے ''وصیت نامہ'' میں اس بات کے قائل ہیں۔ فتاویٰ مفید الاحناف، ص: ۲

امام طحاوی رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی اپنے مسلک کی حمایت کے لیے احادیث قرأت کی تاویل کو ضروری خیال کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

'مَن قَرَأَہَا مِنَ الصَّحَابَۃِ یَحتَمِلُ أَن یَکُونَ عَلٰی وَجہِ الدُّعَاءِ، لَا التِّلَاوَۃِ'

''ممکن ہے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رضی اللہ عنہم نے جنازے میں سورۃ فاتحہ پڑھی انھوں نے تلاوت وقرأت کی بجائے بطورِ دعا پڑھی ہو۔''

حالانکہ اس تاویل کی تردید کے لیے یہی کافی ہے، کہ احادیث میں تو ''فاتحہ الکتاب'' کی قرأت کے ساتھ ایک سورت کا بھی ذکر ہے، جس میں علی وجہ الدعا والی تاویل ممکن نہیں، اور پھر یہ محض دعویٰ ہے، جس پر کوئی دلیل نہیں۔ چنانچہ امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'وَہٰذَا بَاطِلٌ لِأَنَّہُم ثَبَتَ عَنہُم الأَمرُ بِالقِرَائَۃِ وَاِنَّہَا سُنَّتُہَا فَقَولُ مَن قَالَ: لَعَلَّہُم قَرَاُوہَا دُعَآئً کَذِبٌ بَحتٌ۔'

یعنی ''بطورِ دعا والا نظریہ باطل ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رضی اللہ عنہم سے قرأت کا حکم ثابت ہے اور یہ نمازِ جنازہ میں مسنون ہے۔ پس جن لوگوں نے کہا ہے، کہ ممکن ہے انھوں نے فاتحہ کو بطورِ دعا پڑھا ہو سفید جھوٹ ہے۔''

ان اصحابِ قیاس پر تعجب ہے کہ ایک طرف تو نمازِ جنازہ کو نماز کہتے ہیں، اس میں تکبیر، استقبالِ قبلہ، امامتِ رجال، طہارت، سلام واجب قرار دیتے ہیں، اور پھر قرأت کو ساقط کرتے ہیں۔ حالانکہ حدیث

'لَا صَلَاۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الکِتَابِ' (صحیح البخاری، باب وُجُوبِ القِرَائَۃِ لِلاِمَامِ وَالمَامُومِ فِی الصَّلَوٰۃِ کُلِّہَا ... الخ، (رقم: ۷۵۶)، (صحیح مسلم: ۳۹۴) اپنے عموم کے اعتبار سے نمازِ جنازہ کو بھی شامل ہے۔ لہٰذا سابقہ دلائل کے بعد ان بے اصل تاویلات کی قطعاً کوئی اہمیت نہیں۔ اب جنازے میں سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا جائز کی بجائے واجب ماننا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

پھر یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ حنفیہ کے نزدیک سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھنا مسنون ہے۔ حالانکہ جنازے میں اس کا اصلاً ثبوت ہی نہیں ہے (جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ نے تصریح کی ہے) اور قرأت کی نفی کرتے ہیں جو کہ احادیث وآثار سے ثابت ہے۔ (کتاب احکام جنائز)

لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے صحیح طُرق سے صرفِ نظر کر کے محض ضعیف طریق پر اعتماد کر بیٹھنا سراسر بے انصافی اور مسلک پروری ہے۔ امید ہے راہِ حق کے متلاشی کے لیے یہ چند دلائل کافی ہوں گے۔ (والتوفیق بید اللہ)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی]

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :**859**

محدث فتویٰ